ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

علم اصولِ تفسیر: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

KNOWLEDGE OF PRINCIPLES AND INTERPRETATION RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY

☆محمد حسنین

ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

ABSTRACT

The Qur'an is the last book of Allah Almighty, which was revealed to the last Prophet Muhammad, peace be upon him, for the guidance and guidance of mankind. The chain of understanding and comprehension of this book continued with great ease during the era of the Prophet, the era of the Companions, the Tabi'in, the Taba Tabi'in, the Imams, and the Muhadditheen. Difficulty began to arise in some places, one of the reasons for which was the lack of interest and lack of study in understanding the Qur'an, on the other hand, the non-Muslims faced more difficulty in this regard due to their ignorance of the Arabic language. For which people of knowledge began to be turned to. Therefore, a regular series of exegetical tendencies was established among the scholars, in which efforts were made beyond the dictionaries to the world of knowledge as much as possible and the confusion of the scholars of exegesis in the principle of exegesis. As they appeared, they began to be dealt with very carefully and meticulously.

Keywords: *Quran, Interpatation, Understanding.*

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، جو انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نبی آخری الزمان حضرت محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔اس کتاب کے فہم و ادراک کا سلسلہ عہد نبوی، عہد صحابہ، تابعین ، تبع تابعین، ائمہ، محدثین کے ادوار میں تو انتہائی تسہیل سے جاری و ساری رہا، بعدازاں اسلام کی اشاعت سے قرآن مجید کے تفسیری نکات ، فہم و ادراک اورفنی محاسن سے متعلق بعض جگہوں پر دقت پیش آنے لگی،جس کی ایک وجہ تو قرآن فہمی میں عدم دلچسپی اور مطالعہ کا فقدان تھا تو دوسری طرف اہل عجم کو اس سلسلے میں زیادہ دقت عربی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر پیش آئی۔جس کے لیے اہل علم کی طرف رجوع کیاجانے لگا۔چنانچہ اہل علم کے ہاں تفسیری رجحانات کا ایک باقاعدہ سلسلہ قائم ہوا، جس میں لغات سے بالاتر ہو کر دنیائے عالم میں حتی المقدور کاوشیں کی جانے لگیں اور اصحابِ تفسیر کو اصولِ تفسیر میں جو الجھنیں پیش آئیں انہیں انتہائی عمدگی اور باریک بینی سے سلجھایا جانے لگا۔

یہ بات اپنی جگہ انتہائی مسلّم ، اہمیت اور وقعت سے مزین ہے کہ قرآن مجید کا بعض حصہ بعض حصے کی تفسیر کرتا ہے، جس سے ابہام کے ازالہ کا رستہ نکلتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ احادیث مبارکہ میں قرآن مجید کے متشابہات کا آسان حل بھی ہمارے سامنے موجود ہے، لیکن قرآن مجید کے بعض موضوعات اپنے اندر علم و حکمت کے سمندر سموئے ہیں،اس بات کی وضاحت ہمیں عہد صحابہ zسے بھی ملتی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کے معنی و مفاہیم کو سمجھنے والا صحابی دیگر صحابہ میں فوقیت اور برتری کا حامل سمجھا جاتا تھا۔لہٰذا مفاہیمِ قرآن کو سمجھنے میں مختلف آراء بھی ہمارے سامنے موجود ہیں، لیکن قرآن مجید کے تفسیری نکات کے سلسلے میں صحابہ و تابعین میں قدرے یکسانیت پائی جاتی ہے اور اختلاف کم ہی دیکھنے میں آتا ہے، تاہم اصول تفسیر کی صنف ہر دور میں عموم کے لیے دلچسپی اور اہمیت کی حامل رہی ہے۔وہ مسائل جس کے باوصف علمی طور پر کمزور طبقہ ان مسائل کو سمجھنے میں دشواری ظاہر کرتا ہے، ان دشواریوں کا ازالہ علمائے تفسیر نے اپنی فراست اور بصیرت سے رفع کرنے کی کوشش کی ہے۔

ذیل میں چند ایک عربی تفاسیر کا تعارف، مصنفین کا تعارف اور اس تفسیر کا دوسری تفسیروں میں مقام و مرتبہ بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ا۔ تفسیر ابن عباس

رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسiکا نام عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الھاشمی القرشی ہے اور کنیت ابو العباس ہے۔آپ کی پیدائش ابن حجر عسقلانی اور امام شمس الدین الذہبی نے مختلف روایات کے مطابق آپ کی ولادت شعب ابی طالب میں تین برس قبل ہجرت بیان کی ہے۔[1]،جبکہ رسول اکرم ﷺ کے دنیا سے رحلت کے وقت حضرت ابن عباسiکی عمر دس یا پندرہ برس تھی۔انہوں نے اپنی زندگی میں رسول اللہ ﷺ سے تربیت پائی، اور رسول اللہ ﷺ نے مختلف مقامات پر انہیں فقہ فی الدین کی دعا بھی دی۔روایات سے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ ملتے ہیں:

((اللھم فقھہ فی الدین))۔[2]

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((اللھم علمہ الحکمۃ))۔[3]

”اے اللہ اسے (عبداللہ بن عباسi) کو علم و حکمت عطا فرما“۔

مستدرک حاکم میں ابن مسعودhسے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ابن عباسhکے حوالے سے فرمایا:

((نَعَمْ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ)) ۔[1]

---

[1] الذہبی، شمس الدین، حافظ، ”سیر اعلام النبلاء“، بیت الافکار۔مصر، ج:۳، ص: ۲۴۴

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، امام ”الجامع الصحیح“، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ

[3] قشیری،نیشاپوری، مسلم بن الحجاج، امام ”الجامع الصحیح“، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل عبداللہ بن عباس

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

"ابن عباسi قرآن کے خوب ترجمان ہیں"۔

امام جلال الدین سیوطی نے مختلف صحابہ کرام کے توصیفی کلمات عبداللہ بن عباسi سے متعلق نقل کیے ہیں۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد: ابن عباس رضی اللہ عنہ تم سب میں سے زیادہ قرآن کے جاننے والے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ ابن عباس تم 'فتحی الکحول' یعنی جوان جسم والے پختہ دانش مند ہو۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول: آپ قرآن کی تفسیر ایسے کرتے ہیں کہ کسی شفاف پردے کے پس منظر سے گویا غیب کی چیزیں دیکھ رہے ہیں۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول: حضور ﷺ کی امت میں سب سے زیادہ شریعت کو جاننے والے ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔[2]

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا تعارف:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرآن مجید کی تفسیر کے بعد دنیا میں جتنی بھی امہات تفاسیر موجود ہیں، وہ سب کی سب ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایات سے مزین ہیں۔ یعنی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ اتنا معتبر اور قیمتی ذخیرہ ہے جس سے کوئی بھی صاحبِ علم بے اعتنائی نہیں کر سکتا۔ معروف محدثین و مفسرین جیسے سعید بن جبیر، امام ضحاک، امام مجاہد بن جبیر، امام قتادہ، علی بن ابی طلحہ، مقاتل بن سلیمان، امام شعبہ بن حجاج، امام سفیان ثوری، ابو عمرو بن العلا اور حضرت عکرمہ نے آپ کی تفسیری روایات سے استفادہ فرمایا ہے۔ بعدازاں دیگر مفسرین جن میں تفسیر یحیٰی بن سلام، تفسیر عبدالرزاق، تفسیر طبری، تفسیر ابن المنذر، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر قرطبی، تفسیر بغوی اور تفسیر ابن کثیر جیسے مفسرین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیری روایات کو اپنی تفاسیر میں لیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس طالبان دین کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ ان کے سامنے آپ تفسیر قرآن، احادیث نبویہ اور فقہی مسائل بیان فرماتے تھے۔ آپ اعلیٰ درجے کے خطیب تھے۔ قرآنی علوم و معارف پر بات کرتے تو طبیعتوں میں نشاط پیدا ہوجاتا۔ آپ کی اثر انگیزی ایسی تھی کہ "جب آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں امیر حج مقرر ہوئے تو وہاں آپ نے سورہ بقرۃ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس کی اس دلنشین پیرائے میں تفسیر بیان کی کہ اگر اسے سرکش کفار بھی سن لیتے تو شاید یہ ایمان لے ہی آتے"۔[3]

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کئی اسلامی ممالک کے متعدد کتب خانوں میں شائع ہوتی رہی، او ر اس عظیم تفسیر کے پوری دنیا میں سینکڑوں نمونے موجود ہیں۔ ایک نمونہ جامع ام القریٰ مکہ مکرمہ کے زیر انتظام احیاء التراث الاسلامی نے شائع کیا۔ اور اس تفسیری نمونے کو مرتب کرنے میں الدکتور عبدالعزیز بن عبداللہ الحمیدی نے اپنی خدمات سرانجام دیں۔ اس تفسیر میں سورۃ بقرہ کے (۲۰) مقامات، سورۃ آلِ عمران کے (۱۰) مقامات، سورۃ النساء کے (۲۴)، سورۃ المائدۃ کے (۱۰)، جبکہ سورۃ الأنعام کے (۱۳) مقامات کے علاوہ سورۃ الناس تک تقریباً (۲۸۳) مقامات کے تفسیری نکات بیان کیے گئے ہیں۔

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے چند ایک نمونے درج ذیل ہیں:

{اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآئِ فِيْہِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْق يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ۔ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ اَضَآئَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْہِ وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآئَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِ هِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ}۔[4]

قال الامام البخاری: قال ابن عباس: {كصيب} المطر۔

وأخرجہ الامام ابن جرير قال: عن ابن عباس: { أو كصيب من السماء}: وهو المطر ضرب مثلہ القرآن {يكاد البرق يخطف أبصارهم} يقول: يكاد محكم القرآن يدل على عورات المنافقين {كلما أضاء لهم مشوا فيہ} كلما أصاب المنافقون من الاسلام عزًّا أطمأنوا وان أصاب الاسلام نكبة قالوا: ارجعوا الى الكفر، يقول {واذا أظلم عليهم قاموا} كقولہ {ومن الناس من يعبد الله على حرف فان أصابہ خير الطمأن بہ وأن أصابتہ فتنة انقلب على وجهہ} [الحج/۱۱][5]

امام ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کی تفسیر یوں فرمائی: "یا جیسے آسمان سے موسلا دھار بارش برس رہی ہو" اور اس بارش کی مثال قرآن میں بیان کی گئی ہے، "قریب ہے کہ بجلی اُن کی نگاہوں کو اچک لے"، کہتے ہیں آیات محکمات منافقین کی چھپی ہوئی باتوں کو ظاہر کر رہی ہیں، "جب بھی ان کیلئے روشنی ہوتی ہے تو وہ اس میں چلنے لگتے ہیں"، یعنی جب کبھی منافقین کو اسلام سے عزت ملتی ہے تو مطمئن ہو جاتے ہیں، لیکن جب انہیں اسلام کی طرف سے کسی قسم کی مشکل کا سامنا ہو تو منافقین کہتے ہیں اپنے کفر کی طرف لوٹ چلو، " اور جب اُن پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ کھڑے رہ جاتے ہیں"، اس جملے کی مثال قرآن مجید کی اس آیت میں بیان کی گئی ہے: " اور لوگوں میں وہ بھی ہے جو اللہ کی عبادت ایک کنارے پر کرتا ہے، اگر اُسے کوئی خیر پہنچے تو اُس پر مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اُسے کوئی آزمائش پہنچ جائے تو وہ اپنے چہرے کے بل لوٹ جاتا ہے"۔

{قل أعوذ برب الناس۔ ملک الناس۔ الہ الناس۔ من شر الوسواس الخناس۔ الذي يوسوس فی صدور الناس۔ من الجنة والناس}[6]

قال الامام البخاري: قال ابن عباس: الوسواس اذا ولد خنسہ الشيطان فاذا ذكر الله عزوجل ذهب، واذا لم يذكر الله ثبت على قلبہ۔[1]

---

[1] ابن البیع، الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد، ابو عبداللہ، "المستدرک علی الصحیحین"، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب ذکر عبداللہ بن عباس، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔لبنان، ج:۳، الرقم: ۶۲۹۱

[2] فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، ابوطاہر، "تفسیر ابن عباس"، مترجم: حافظ محمد سعید احمد عاطف، مکی دارالکتب۔لاہور، ج:۱، ص: ۲۱

[3] فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، ابوطاہر، ''تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ''، مترجم: حافظ محمد سعید احمد عاطف، ج:۱، ص:۱۶

[4] البقرۃ، ۲: ۱۹‘۲۰

[5] الحمیدی، عبدالعزیز بن عبداللہ، الدکتور، ''تفسیر ابن عباس''، احیاء التراث الاسلامی۔مکہ مکرمہ، ص: ۴۲

[6] الناس، ۱۱۴: ۴

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.2 2022

وأخرجه أبو عبدالله الحاكم من طريق سفيان الثوري عن حكيم بن جبير عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: مامن مولود الأ على قلبه الوسواس فان ذكر الله خنس وان غفل وسوس له وهو قوله تعالى {الوسواس الخناس}[2]۔

اس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے تفسیری نکات کی مدد سے امت مسلمہ کی وہ رہنمائی ہوئی ہے جس کے اثرات تاقیامِ قیامت رہیں گے۔

۲۔ تفسیر سفیان الثوری

ابوعبداللہ امام سفیان بن سعید بن مسروق الثوری الکوفی، فقیہ، محدث اور مفسر کے طور پر پہچانے جاتے ہیں، ان کا نسب اور کام کا تعارف، ابن سعد، امام طبری، امام ابن حزم نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ جبکہ سفیان بن عیینہ اور عمر بن دینار جیسے عظیم المرتبت مفسرین و محدثین نے انہیں امیر المومنین فی الحدیث جیسے لقب سے پکارا ہے۔ مختلف محدثین نے سفیان ثوری کا تعارف یوں پیش کیا ہے:

'' قال شعبة، وابن عيينة، وأبو عاصم، وابن معين، وغيرهم: ((سفيان أمير المؤمنين فی الحديث)).
وقال ابن المبارك: ((كتبت عن ألف ومائه شيخ. ما كتبت عن أفضل من سفيان)). فقال رجل: ((أبا عبدالرحمن، رأيت سعيد بن جبير وغيره، وتقول هذا؟))
قال ابن المبارك: ((هو ما أقول. ما رأيت أفضل من سفيان)).

وقال ابن عيينة: ((لم يدرك مثل ابن عباس فی زمانه، ولا مثل الشعبي في زمانه، ولا مثل الثوري فی زمانه))۔[3]

'' امام شعبہ، ابن عیینہ، ابو عاصم اور ابن معین نے انہیں امیر المومنین فی الحدیث کہا ہے۔ اور ابن مبارک نے کہا: انہوں نے سینکڑوں، ہزاروں شیوخ کو لکھا یا ان سے فیض حاصل کیا، لیکن سفیان الثوری سے افضل کسی کو نہیں پایا، پوچھنے والے نے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمن سعید بن جبیر جیسے عظیم المرتبت محدث سے بھی زیادہ؟ ابن مبارک نے کہا، ہاں! میں نے کسی کو سفیان ثوری سے افضل نہیں پایا، اسی طرح ابن عیینہ نے کہا کہ سفیان ثوری جیسا ابن عباس کے زمانے میں، شعبی کے زمانے میں اور نہ ہی سفیان ثوری کے اپنے زمانے میں ان جیسا کوئی (محدث اور فقیہ) ہوا ہے''۔

مشہور اور جلیل القدر تابعی امام ثوری کی ولادت عراق کے شہر کوفہ میں اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کے دورِ خلافت میں ہوئی۔ ان کی ولادت قدرے اختلاف کے ساتھ تفسیر سفیان الثوری میں ''انہ ولد فی سنۃ ۹۷ ھ (۷۱۵)''۔[4] لکھی ہے، جبکہ وفات ۱۶۱ھ (۷۷۸ء) میں ہوئی۔

تفسیر کا تعارف:

اپنی تفسیر کا تعارف اور اس کے لکھنے کی وجہ امام سفیان ثوری نے یوں بیان کی ہے:

'' وكان ذلک الكتاب حاوياً للأسرار الصفات الالهية الغامضة، وجامعاً لقوانين الاخلاق العالية وضوابط السياسة والتمدن المحكمة، ومنطوياً على قصص الأمم الماضية، وهادياً الى الفكر الصحيح فی المبدأ والمعاد. فكان لا بد من أن توجد فيه مواضع لم تكد تصل الى فهمها عقول تلک الأمة الجديدة النشأة. فهل اجترء وا رضى الله عنهم، على أن يقولوا فيها بآرائهم؟ لا، والله! بل سألوا عنها رسولاً قد أمر الله أن {لا تحرک به لسانک لتعجل به. ان علينا جمعه وقرآنه. فاذا قرأناه، فاتبع قرآنه. ثم ان علينا بيانه}[5]۔ فتارة فسر الله ما أشكل عليهم بالوحي كما فی آية {حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود} بلفظ {من الفجر}[6]۔ وأخرى شرح النبي ﷺ، اشكال الآية، اما بآية اخرى نزلت من قبل كما فعل في {ولم يلبسوا ايمانهم بظلم} بآية {ان الشرک لظلم عظيم}[7]۔ أو بألفاظ الطاهرة التي نحن نعتقد أنها تقوم مقام الوحي الخفي اذا صحت نسبتها اليه. فحفظت الصحابة، رضى الله عنهم، كل ما قال الله ورسوله فی تفسير القرآن العزيز ورووه لتابعيهم بالاحسان''۔[8]

تفسیر پر مشتمل یہ کتاب لبنان کے دارالخلافہ بیروت سے ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی، جبکہ کتاب کی اشاعت دارالکتب العلمیہ نے کی۔ اس تفسیر کے چند ایک نمونے درج ذیل ہیں:

{وانها لكبيرة الا على الخاشعين}۔[9] قال، المؤمنين حقاً {الذين يظنون}[10]۔ يعلمون. كل ظن فی القرآن فهو علم۔[11]

یعنی سفیان ثوری رحمہ اللہ کے نزدیک قرآن مجید میں بیان کردہ لفظ ''ظن'' سے مراد علم لیا جائے گا۔ یعنی ایسے لوگ جو علم رکھتے ہیں، ان پر نماز بھاری نہیں ہے۔

قال سفين: فقيل للنبيﷺ: ((فكيف يصنع بمن قد مضى من اصحابنا))؟ يعنون من قد صلى الى بيت المقدس فمات. فنزلت: {وما كان الله ليضيع ايمانكم}[1]۔ قال، صلاتكم۔[2]

---

[1] بخاری، ''الجامع الصحیح''، کتاب التفسیر، باب سورۃ الناس

[2] الدکتور الحمیدی، ''تفسیر ابن عباس''، ص: ۱۰۰۱

[3] الثوری، ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق، امام، ''تفسیر سفیان الثوری''، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ لبنان، ص: ۱۰

[4] الدکتور الحمیدی، ''تفسیر ابن عباس''، ص: ۱۰۰۱

[5] القیامۃ، ۷۵: ۱۶ تا ۱۹

[6] البقرۃ، ۲: ۱۹

[7] الانعام، ۶: ۱۳

[8] الثوری، ''تفسیر سفیان الثوری''، ص: ۴

[9] البقرۃ، ۲: ۴۵

[10] البقرۃ، ۲: ۴۶

[11] الثوری، ''تفسیر سفیان الثوری''، ص: ۴۵

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

سفیان ثوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں، جب صحابہ کرام zنے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی فکر مند کا اظہار کیا، کہ جو ہمارے ساتھی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھتے تھے، ان کی نمازوں کا کیا بنے گا؟ کیوں کہ تحویل قبلہ کا حکم آچکا تھا۔ آیت میں ذکر کردہ "ایمان" سے مراد سفیان ثوری نے "نماز" لیا ہے۔

اسی طرح سورہ ٔآل عمرانِ میں اللہ تعالیٰ کا قول:

{كُونُوا رَبَّانِيِّينَ}۔[3] قال، حكماء علماء۔[4] سے امام ثوری نے علم و حکمت والے لوگ مراد لیا ہے۔

یوں امام سفیان ثوری نے سورۂ بقرہ سے لے کر سورۂ طور تک چند ایک مقامات کی تفسیر کی ہے۔ یہ تفسیر سورتوں میں سے منتخب کیے ہوئے ان مقامات سے متعلق ہے جن کے متعلق ابہام تھا یا جن کو سمجھنے میں دقت محسوس ہوتی تھی،انہوں نے تفسیر کے دوران احادیث سے استفادہ کیا ہے، یا پھر صحابہ کرام hکا قول نقل کیا ہے، اپنی رائے کے اظہار سے انہوں نے حتی الوسع اجتناب فرمایا ہے اور تمام تر ذکر کردہ تشریحات اور تفسیری نکات کی احادیث سے مدد لی ہے۔

۳۔ تفسیر طبری:

پورا نام "تفسیر الطبری جامع البیان عن تاویل آی القرآن" جسے مختصراً تفسیر طبری کہا جاتا ہے، قدیم تفسیروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔اس کے مؤلف علامہ محمد بن جریر ہیں، ان کی کنیت ابوجعفر ہے، طبرستان نسبت کے باعث طبری کہلاتے ہیں، ان کی ولادت ۲۲۴ ھ عراق کے دارالخلافہ بغداد میں ہوئی اوروفات بھی بغداد میں ہی ہوئی، تاریخ وفات ۳۱۰ھ ہے۔[5] یہ تفسیر قدیم ہونے کی وجہ سے بعض والے محدثین و مفسرین کے لیے دلچسپی اور اہمیت کی حامل رہی ہے۔مثلاً: احادیث اور روایات کے اعتبار سے باقی تفاسیر کے لیے انتہائی معتبر درجے کی حامل ہے، جس میں آیات کی تفسیر میں اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ تابعین، تبع تابعین اور مفسرین کی آراء بھی نقل کی گئی ہیں۔لیکن کئی ایک معاملات میں امام طبری نے مفسر ہونے کے باوصف خود اپنا فیصلہ بھی رقم فرمایا ہے، لیکن مجموعی طور پر یہ تفسیر علوم وفنون میں بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔

یہ کتاب مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ مصر سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی، جبکہ اس کتاب کی تحقیق و حوالہ جات کی تخریج میں الدکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی نے خدمات سرانجام دیں۔

مصنف کا تحریر کردہ طویل مقدمہ جو کتاب کے ۱۰۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں ابن جریر طبری نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی مختلف نشانیاں و اوصاف کے علاوہ قرآن مجید کے رشد و ہدایت ہونے اور معجزانہ مقامات کو اکٹھا کرکے کئی طریقوں سے دلائل پیش کیے ہیں۔اس کے ساتھ انہوں نے اس تفسیر میں قرآن مجید کے مشکل مقامات جو تفسیری اعتبار سے حل طلب تھے، ان کو احادیث اور اقوالِ صحابہ zکی روشنی میں پیش کیا ہے۔مثلاً آیت: {ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ}۔[6] میں نساب سے متعلق تفصیلی بحث کی ہے۔قرآن مجید کے سات قراء ت"سبعۃ اَحرف" پر نازل ہونے کے تفصیلی انداز سے احادیث کی مدد سے دلائل پیش کیے ہیں۔اسی مقدمے کے آخری سے پہلے میں صحابہ کرام zسے منقول آراء اور اقوال کو بھی نقل کیا ہے۔جبکہ مقدمے کے آخر میں قدماء مفسرین جن میں حضرت عبداللہ بن عباسiکا نام سرفہرست ہے ان کی تفسیری فضیلت اور محدثانہ علمیت کو مختلف روایتوں سے مزین کیا ہے، جبکہ امام سفیان ثوری، امام مجاہد کی محدثانہ خدمات کو بھی زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

تفسیر سے چند نمونے درج ذیل ہیں:

سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ سے متعلق لکھتے ہیں:

'' هی أُمُّ القرآن، وهی فاتحۃ الكتاب، وهی السبع المثانی''۔

فهذه أسماء فاتحةِ الكتاب۔

وسُميت فاتحۃ الكتاب لأنہ يفتتح بكتابتها المصاحف، وبقراء تها الصلوات، فهی فواتح لم يتلوها من سورِ القرآن فی الكتاب والقراء ة۔[7]

سورۂ فاتحہ سے متعلق توصیفی اشعار ابو نجم عجلی کے پیش کرتے ہیں:

الحمدُ لله عافانی
وكل خير بعده أعطانی
من القرآن ومن المثانی
وكذلك قول الراجز الآخر
نشدتكم بمنزلِ الفرقان
أمِّ الكتاب السبع من مثانی
ثُنين من آيٍ من القرآن
والسبع سبعِ الطولِ الدوانی۔[1]

---

[1] البقرۃ، ۲: ۱۴۳

[2] الثوری، "تفسیر سفیان الثوری"، ص: ۵۲

[3] آل عمران، ۳: ۷۹

[4] الثوری، "تفسیر سفیان الثوری"، ص: ۷۸

[5] الطبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، "تاریخ طبری"، مترجم: سید محمد ابراہیم ندوی، نفیس اکیڈمی۔کراچی، ج:۱، ص: ۱۹

[6] الاحزاب، ۳۳:۵

[7] طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، "التفسیر الطبری"، مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیۃ۔مصر، ج:۱، ص: ۱۰۵

سورۂ یوسف میں یوسف کا اپنے بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی اور کسی قسم کے عار نہ دلانے سے متعلق تفسیر میں لکھتے ہیں:

{قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللهُ لَكُمْ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ}۔[2] "يقول تعالى ذكره، قال يوسف لاخوته: ((لا تثريب)) يقول: لا تعيير عليكم، ولا افساد لما بيني وبينكم من الحرمة وحقّ الأخوة، ولكن لكم عندى الصفح والعفو"۔[3]

"یوسف نے فرمایا کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں ہے ، اللہ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے یوسفd کا اپنے بھائیوں سے مکالمہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا ، یوسفd کہنے لگے آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا، اس سے مراد تھا آج تمہیں کوئی عار نہیں دلائی جائے گی، نہ اپنے اور تمہارے درمیان رشتہ داری اور بھائی چارے کی حرمت و عزت پامال ہو گی، لیکن میرے ہاں تمہارے لیے معافی اور درگزر والا معاملا ہے"۔

سورۂ نحل میں اللہ رب العزت نے بدلہ لینے میں اتنی ہی تکلیف پہنچانے کا جو حکم دیا ہے، جتنی پہنچی ہو:

{وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ}[4]

" اور اگر تم بدلہ لو تو اُتنا ہی بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہو ، اور اگر تم صبر کر لو تو وہی صبر کرنے والوں کے حق میں زیادہ بہتر ہے"۔

ناسخ و منسوخ آیات کی تفسیر سے متعلق بھی امام ابن جریر طبری نے جابجا نشاندہی کر کے احکام کی وضاحت کی ہے۔

''قال ابن زيد فى قوله: {وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ} قال: أمرهم اللهُ أن يعفوا عن المشركين، فاسلم رجالٌ لهم منعةٌ، فقالوا: يارسولَ اللهِ، لو أذن اللهُ لنا لانتصرنا من هؤلاء الكلاب. فنزل القرآن: {وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ} ثم نسخ هذا، وأمره بجهادهم، فهذا كله منسوخٌ''۔[5]

"ابن زید اس قول سے متعلق کہتے ہیں جس میں اللہ کا فرمان "اور اگر تم بدلہ لو تو اُتنا ہی بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہو"، مسلمانوں کو مشرکین سے درگزر سے کام لینے کا حکم دیا گیا تھا، ان میں سے جب کچھ صاحب حیثیت لوگ مشرف بہ اسلام ہوگئے تو انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول(ﷺ) اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اجازت دے تو ہم ان کتوں سے بدلہ لے لیں گے، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی مگر پھر جہاد کا حکم نازل ہونے کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا"۔

۴۔ تفسیر "سواطع الالہام":

غیر منقوط صنف میں خدمت سرانجام دینی والی پہلی شخصیت ابن مبارک ابو الفیض فیضی ہیں ، جو تصنیفی دنیا میں منفرد مقام رکھتے ہیں، وہ شاعر، سفارت کار، خطاط، سائنس دان ، مترجم اور مصنف کے طور پر بھی جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔ان کی تصنیفات میں کئی کتب شامل ہیں، لیکن جس کام سے انہیں زبردست پذیرائی ملی، وہ ان کی تفسیر سواطع الالہام ہے۔

معروف عربی مصنف محمد مہدی حسن نے ابو الفیض فیضی کا تعارف یوں پیش کیا ہے:

'' هو الكاتب الشاعر الأديب الفقيه المؤرخ المفسر الوزير أبو الفيض بن المبارك المخلص بـ ''فيضى'' الناغوري الأكبر آبادى الذى لم يكن له نظير فى الشعر والعروض والقافية واللغة والتاريخ واللغز والانشاء والطب...

ولد الشيخ أبو الفيض فيضى بمدينة '' أكبر آباد'' الشهيرة بـ ''آكرة'' حاليا سنة أربع وخمسين وتسع مائة (٩٥٤هـ ١٥٤٧م)، وكان جده الشيخ خضر يمانى الأصل، هندى المسكن والمدفن، وكان أسلافه وأجداده غالبا من أهل العلم، وأصحاب الفضل والكمال، ومشايخ الصوفية؛ وأصل هذه السلالة من اليمن، فقد هاجر الشيخ موسى جدّه الخامس من وطنه حبًا للرحلة ودخل السند، وسكن فى قرية اسمها ''ريل'' وتزوج هناك...

وقد ترك الشيخ خضر ۔۔ جد الفيضى ۔۔ بلاده فى القرن العاشر الهجرى وسافر الى ''ناكور'' فى ولاية ''غوجرات''، فتزوج هناك امرأة عربية، فأنجبت له الشيخ مبارك، وغادر الشيخ مبارك تلك المدينة الى بلدة '' أكبر آباد'' سنة ٩٥٠هـ ١٥٤٤/١٥٤٣م حيث تزوج فى أسرة من السادات، وكان فيضى ثمرة هذا الزواج. وأنجبت أمه ابنًا آخر اسمه أبو الفضل بن المبارك الناكوري''۔[6]

محمد حسن مہدی "سواطع الالہام" سے متعلق لکھتے ہیں:

'' وهو أجل وأشهر مؤلفات العلامة فيضي، فانه كتب هذا التفسير بأسلوب لم يعرفه كتّاب اللغة العربية قبله، اذ لم يستخدم فى تفسيره هذا من أوله الى أخره أيًا من الحروف العربية المنقوطة، فنجح فى مجهوداته، وحيَّر لباب أهل هذا الفن.

وبدأ فيضى تأليف هذا التفسير الفريد سنة ٩٩٩ہ أول محرم الحرام وأتمه فى ١٠٠٢هـ، أى فى سنتين ونصف سنة، ويقول فى احدى رسالته الى أصدقائه: ان هذا التفسير تم فى العاشر من ربيع الثاني عام ١٠٠٢ ہ، وهذه من المنح الغيبية الالهية التي من بها على هذا الفقير، ويقول عبدالحي الحسني: صنفه فى سنتين وأتمه سنة اثنتين وألف''۔[7]

یوں فیضی کے کام "سواطع الالہام" کتاب کی تکمیل ہوئی اور اسے مختلف دینی اور ادبی حلقوں میں زبردست پذیرائی ملی، جیسا کہ محمد حسن مہدی اور عبدالحی الحسنی نے فیضی کی کتاب کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

ذیل میں تفسیر "سواطع الالہام" سے چند نمونے پیش کیے جارہے ہیں:

---

[1] طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، "التفسیر الطبری"،ج:۱،ص: ۱۰۸

[2] یوسف، ۱۲: ۹۲

[3] ابن جریر طبری، "التفسیر الطبری" ، ج:۱۶، ص: ۲۴۶

[4] النحل،۱۶: ۱۲۶

[5] ابن جریر طبری، "التفسیر الطبری" ،ج:۱۴، ص:۴۰۵

[6] حسن، محمد مہدی، "ابو الفیض فیضی وتفسیرہ سواطع الالہام"، نداء الہند۲۰۱۵ء، ص:۱۴۴

[7] حسن، محمد مہدی، "ابو الفیض فیضی وتفسیرہ سواطع الالہام"،ص:۱۴۴

{بِسْمِ} الاسم أصلہ سموٌ كعلم ومصدره السُّموُّ وهو العلوُّ واحدُ الاسماءِ وورد أُسمٌ وسمٌ وسُمٌّ او وسمٌ واسمہ علمہٗ والموسم المعلم والاسم العلم والاوّلُ اصحُّ لعدم ورُودِ الاوسامِ مكسَّرًا وعاملہ أُصدر والاسمُ اما مسماهٗ ماسواهٗ او هو مسماهٗ لاما سواهٗ أو مسمَّاهٗ لاهو ولا ما سواهٗ ولكلِّ واحدٍ أَصلٌ وأهل الرسم طوَّلُوا اوَّلها اعلَامًا لما هو المطروحٌ او اكرامًا لصدرِ كلامِ الله الاحكم الاكمل

{اللّٰهِ} أصلُہ الالٰہ وهو المالوهُ او هو مصدرُ ولہ مكسور اللام ولوهًا وولْهًا حاد والاصل ولاهٗ اعلَّ واوُهٗ كما اعلَّ واوُ وعاءٍ حلَّ محلَّ الاسم كعدلٍ وورد اصلہٗ مصدرُ الہ كسمع اولع والعالم كلہ مولعٌ لہ وورد الہ حار أَو ركدَ اوعالَ والهہ رعاهٗ ولاح لمها واحدًا واحدًا وورد اصلہ لاه مصدرًا وهو العلوُّ وورد اصلہٗ هائٌ وصلوها لام الملكِ واللَّامُ للعهدِ وهو الالٰہ المعهود والمولوهُ المحمودُ وَردَ هو علمٌ لا اَصل لہ ولا مصدرَ لہٗ كمسمَّاهٗ وهو اصل الكل ومصدره وهو اصحُّ ما اوردوْهُ

{الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} مصدرُ هما الرحم وهو رومُ صلاحِ الامر لاهلہٖ ومدلولُهما واسع الرحم راحمُ الكل احاط الصور والاسرار مراحمہ وعمَّ الالواح والارواح مكارمہ والاوَّلُ اعم مدلولًا صدرهُ لماصار كالعلمِ للهِ

{اَلْحَمْدُ} هوَ معكوسُ المدح ومدلولهُما واحدٌ وورَدَ المدحُ اعمُّ لما مدح اللُّؤ وما حُمد ولما صدر المدح للعطاءِ وعدمہٖ لا الحمد وما هو الا للعطاء وموردُ الحمد هو المسحلِ وحده اصلہ احمد او احمدُوا حمدًا وعدُولہ للدَّوامِ ولامہٗ للعهدِ والمرادُ هوَ الحمدُ الكاملُ وهو حمدُ للهِ للهِ او حمدُ الرسولِ او كملِ أهلِ الولاءِ أو للعمومِ وحاصلہ المحامدُ كلُّهَا

{لِلّٰهِ} وهوَ المحمودُ اصلًا والممدحُ عدلًا ورَ وَوا اَلحمد للهِ مكسورَ الدال مطاوعًا للام وروَوْ اللاَّمُ مطاوعًا للدَّالِ مكسًا للاوّلِ

{رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ} مكمِّلُ العوالِمِ ومصلحُ الكلِّ طورًا طورًا ومالكہم اَو ملِكُهُم وهو مصدرٌ مدلولُہٗ اكمالُ الامرِ مرارًا وصادِ اِسمًا للهِ اطرآءً كالعدلِ والعالمُ اسمٌ لما اسرهُ اللهُ وعلمٌ لكلِّ ماسواهُ وورد هو عالمُ المُلكِ واصلُهٗ العلم اَوالعَلَمُ

{الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ} مرّ مدلولُهُمَا اعادهُما اعلاءً لكمالَ مراحمہٖ

{مٰلِكِ} مَلَكَ الامورِ كلها وما سواهٗ مملُوكہٗ وما سورهٗ ومحكومہٗ واصلہٗ الملكُ مكسورًا رواهٗ عاصمٌ وروَوْا مَلِكِ وهو الاصحُّ لما وردَ كلُّ مَلِكٍ مَالِكٌ ولا عكس وكل مالِكٍ مامورُ مَلِكٍ لاعكسہٗ ومَلَكَ كحكمَ ومَلْكٍ كعدلٍ ومَالكًا مدْحًا اَوْحالًا ومالِكُ وَمَلِكُ محمولًا لِمَطْرُوْحٍ ومَلِكَ مَدْحًا وهُوَ المَلِكُ المالكُ لہُ المُلْكُ والاَمرُ والحُكْمُ وَالعَدلُ

{يَوْمِ الدِّيْنِ} وَهُوَ الموعُودُ المحدودُ والمعادُ لاهل الصلاحِ والطلاحِ والمالُ لكلِّ احدٍ اطاعَ اللهَ اَو عصاهُ صرَّحَہٗ لاكرامِہٖ وعلاءِ حالہٖ اَولمالاً مَلِكَ ولَا مَالِكَ لہٗ احدٌ الاَّ اللهُ وَالمُلوكُ اُولُوالاَمْرِ كُلُّهُمْ مُعَطَّلُوا اَوَامِرِهِمْ وَاَحْكَامِهِم

{اِيَّاكَ} لَامَاسِوَاكَ

{نَعْبُدُ} طَوْعًا لا كرهًا كما هو مامورُكَ ومُرادُكَ وهوَ حصرٌ لكمالِ الطلوعِ والهكوعِ امالَ الكَلَامَ وعدلَ عمَّا هو المساوكُ لسُرُورِ السَّامِعِ ورواح المسامح وهو اطراءٌ لاداءِ المرامِ ورواهُ مكسور الاوَّلِ

{وَاِيَّاكَ} لَاَماعداكَ كرَّرَہٗ امحاءً ليهِم عدمِ الحصرِ

{نَسْتَعِيْنُ}حَالَ اداءِ اوامِرِكَ وطَرحِ محارمِكَ ومكارهِكَ وما لاحدٍ مسؤلٌ لمصالحِ الأُمورِ وصوالِحِ الاَعمالِ الا عولُكَ واسعادُكَ حالًا ومالًا ورَوَوْہُ مكسُورًا الاوَّلِ كالاوَّلِ وهم لمَّا رامُوا السعادَ لعلَّ للهَ سالهُم مامرومُكُم وممَّا اسعدُكُم سَالُوهُ

{اِهْدِنَا} سوالٌ للاسلاَكِ ودُعاءٌ لوصولِ ارادُوا اكمالهَا ودوامها اورامُوهَا سألًا كَمَا حصَّلُوهَا حالًا

{الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ} اسوانِ ىَٔ ممرِّ اَهْلِ الوَلَاءِ ومسْلَكَ اَكَارِمِ اهلِ اللهِ وهوَ الاِسلامُ الكَامِلُ او كلامُ اللهِ واَوامرُهٗ واحكامُہٗ اَو صراطُ دارِ السَّلَامِ اَو هُوَ عامٌّ ولِلّٰهِ صرطٌ لاحصاءَ لَهَا واَصلُہٗ اصراطُ صارَ اوّلہٗ صادًا واِمًا للطَّاءِ وسمَّاهُ صراطًا لما هو سائطٌ لسالِكِہٖ كمَا سَرَطَ احدُكُم الطَّعَامَ

{صِرَاطَ} الملَاءِ

{الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ} وَهُمْ الرُّسُلُ اَو أهلُ الاسلامِ كلُّهم او المَلَكُ اعاد الصِّراطَ وكرَّرَ العَامِلَ حُكمًا لما اكَّدَ وَاعلمَ الصِّرَاطَ السَّوَاءَ هُوَ صرَاطُ اَهلِ الاِسلامِ لاسواهُ

{غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ} المردِمِ اصرَهُم اولمَلُومِ عَمَلهُم عمومًا اوهُمُ الهُودُ

{وَلَا الضَّآلِّيْنَ} هُم فاسدَوا مالك هداهُ وهم اهلُ الاعمالِ السوءآئِ كلهم او رهطُ روحِ اللهِ وَأَمَّا المزومُ صراطُهُم والاهم الله ولاءً كَامِلًا ووصَلَ لهُم الاُولا وهم سلموا مما حردهم وما هم اهل الصدُوْدِ والعدُولِ عمدًا

{اٰمِيْنَ} ممدُدًا والاَصلُ لاَمدَّلَہٗ وهُوا اسِمٌ لاسمَعْ والمرادُ للّٰهُمَّ اسمعِ الدُّعاءَ او هُوَ اِسمُ اللهِ علَّمَہٗ المُلكُ رسولَ اللهِ صلّعم حمادهَا ومَا هُوا كلَامُ اللهِ وما هواهُ الامَامُ أُورِدَ اَمدَ الكَلَامِ اِكمالًا لمَدعُوّ۔[1]

اس کے علاوہ ابو الفیض فیضی نے اپنی عربی تفسیر میں قرآن مجید سے متعلق کئی طرح کی معلومات، مثلاً حروف کی تعداد، آیات کی تعداد اور قرآن مجید کے مختلف ناموں کو بھی یکجا کیا ہے۔یوں فیضی کی یہ تصنیف غیر منقوط صنف میں پہلی کاوش ہے۔

---

[1] فیضی، ابو الفیض،ابن مبارک، ”سواطع الالہام“، یونیورسٹی آف ٹورانٹولائبریری۔کینیڈا، ص: ۲۱‘۲۲